سید احمد شہید اور تحریک جہاد

☆ تحریر۔ مولانا عبدالعظیم انصاری

اس میں کوئی شک نہیں کہ سید احمد شہید نے حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ عبدالقادر سے علمی اور روحانی فیض حاصل کیا اور شروع سے ہی آپ کو بفضل ایزدی انشراح صدر حاصل تھا اور خدا نے آپ کو اصلاح و تجدید کے عظیم مقصد کے لئے چن لیا تھا۔ اس وقت ہندوستان کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی۔ انگریز ہر جگہ چھا رہے تھے۔ مغل حکمران بے دست و پا ہو کر رہ گئے تھے۔ ایک طرف مرہٹے چیرہ دستیاں کر رہے تھے اور اسلامی حکومت کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ مسلمان شرک و بدعت' اوہام پرستی اور ہندوانہ رسم و رواج کے پابند ہو چکے تھے۔ ان حالات میں سید احمد شہید کے دل میں اصلاح احوال کا جذبہ شدت سے پیدا ہوا۔ آپ نے حالات کا پورا جائزہ لیا اور آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ جہاد باللسان ہی نہیں بلکہ بالسیف کی بھی ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ریاست ٹونک میں نواب امیر خان کی فوج میں شامل ہوئے تاکہ حرب و ضرب اور فنون جنگ سے بہرہ ور اور آگاہ ہو سکیں آپ یہاں باقاعدہ جنگی مشقوں میں شریک ہوتے رہے اور نواب کی فوج کے ساتھ مل کر دشمنان دین سے بعض لڑائیوں میں بھی حصہ لیا۔ نواب اور انگریزوں کی آپس میں سخت کشمکش تھی آخر انگریزوں نے اپنی شاطرانہ چالوں سے نواب کو صلح پر آمادہ کر لیا یہ حالات دیکھ کر سید شہید نہایت کبیدہ خاطر ہوئے۔ چنانچہ وقائع میں ہے۔

> جب نواب نے انگریزوں سے صلح کر لی تو سید صاحب الگ ہو گئے تھے نواب سے آخری ملاقات کرنے کے لئے آئے تو صبح کو مسجد میں نواب صاحب سے ملاقات ہوئی راوی لکھتا ہے کہ نماز کے بعد نواب صاحب حضرت کا ہاتھ پکڑے میرے ڈیرے پر آئے۔
>
> سید صاحب نے پھر کہا کہ نواب صاحب میں آخری مرتبہ سمجھانے کے لئے آیا ہوں ابھی کچھ نہیں گیا اختیار باقی ہے اگر میرا کہنا مانو تو انگریزوں سے لڑو اور ہرگز نہ ملو بعد ملنے کے آپ سے کچھ نہیں ہو سکے گا یہ کفار بڑے دغا باز اور مکار ہیں۔ کچھ آپ کو واسطے جاگیر یا تنخواہ وغیرہ کے مقرر کر کے کہیں بٹھا دیں گے کہ روٹیاں کھلایا کیجئے پھر یہ بات ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ وقائع صفحہ ۳۱

اس حوالے سے صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب انگریز کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور انہیں مکار' دغاباز' اور اسلام کا دشمن گردانتے تھے اور نواب صاحب کی صلح کو پسند نہیں فرماتے تھے اور آپ کی خواہش تھی کہ نواب صاحب انگریزوں سے جنگ کریں اور لڑائی جاری رکھیں۔

لیکن شاہ حسین گردیزی نے اپنی تصنیف میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نواب اور انگریزوں کی صلح سید صاحبؒ کی وساطت سے ہوئی۔ تاریخ کو مسخ کرنے کی یہ کتنی بڑی قبیح جسارت ہے۔

"وقائع احمدی" کے اسی حوالے سے سید صاحب کے ایک خط کا ثبوت ملتا ہے جو انہوں نے اس دوران اپنے استاد اور پیرومرشد شاہ عبدالعزیز کو لکھا۔

> "یہ خاکسار سراپا انکسار حضرت کی قدم بوسی کو عنقریب حاضر ہوتا ہے۔ یہاں لشکر کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا ہے نواب صاحب فرنگی سے مل گئے ہیں اب یہاں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں وقائع صفحہ ۳۱

اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ سید صاحب انگریزوں کے اتنے خلاف تھے کہ جب نواب صاحب انگریز سے صلح کر لیتے ہیں آپ ان کی رفاقت چھوڑکر دہلی چلے آتے ہیں۔

وقائع نگار کا ایک اور اقتباس ملاحظہ ہو۔

> حالات کے پیش نظر جب نواب امیر خان والی ٹونک نے کہا کہ انگریز سے صلح کر لی جائے تو سید صاحب نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی نواب کو سمجھایا کہ آپ انگریز سے لڑیں خدا آپ کے ساتھ ہے اگر فتح ہوئی تو یہی آپ کا مقصود ہے اگر شہید ہوئے تو بھی بہتر ہے۔ مگر انگریز سے ملنا اور مصالحت کرنا بہت برا ہے۔ نواب نے عذر پیش کیا کہ لشکر کا سامان درست نہیں لوگ خودغرضی میں مبتلا ہیں۔ ان میں باہم اتفاق نہیں اس وقت مصالحت ہی مناسب ہے۔ دس پانچ لاکھ روپے انگریز سے لے کر سامان درست کریں گے پھر لڑیں گے۔
>
> سید صاحب نے فرمایا کہ مصالحت کے بعد آپ سے کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔ یہ باتیں سن کر حضور پرنور (نواب صاحب) نے کہا کہ حضرت جو کچھ تقدیر میں تھا وہی ہوا حکم الہی سے چارہ نہیں۔ اگر آپ دہلی کو جاتے ہیں تو صاحبزادہ محمد وزیر خان کے ہمراہ جائیے آپ نے قبول کیا۔ (وقائع احمدی صفحہ ۳)

اب بھی کوئی شک رہ جاتا ہے کہ سید احمد شہید کے تعلقات انگریزوں سے استوار تھے اور وہ اپنی اس تحریک کو انگریزوں کے اشارے پر چلا رہے تھے یہ کتنا جھوٹ ہے۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

دہلی واپس آکر سید صاحب نے خوب سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا کہ اسلام کی اصلاح و تجدید کے لئے مثبت قدم اٹھایا جائے۔ مسلمانوں کو صحیح معنوں میں اسلام کی تعلیم سے آگاہ کیا جائے اور جہاد فی سبیل اللہ کی روح کو زندہ کیا جائے اور ہندوستان میں خالص اسلامی حکومت کی بنیادیں استوار کی جائیں

جو آٹھ سو برس مسلمان حکمرانوں کے زیر نگیں رہا اور اب اس پر دشمنان دین انگریز دور دراز سے آکر قابض ہو رہے ہیں۔

عزم حج

یہ وہ دور تھا کہ جب بعض نام نہاد علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ چونکہ راستے پر امن نہیں اس لئے اس صورت میں حج ساقط ہو جاتا ہے اس فتویٰ کے پیش نظر بہت سے مسلمان حج سے محروم ہو رہے تھے اس لئے سید صاحب نے فیصلہ کیا کہ یہ بھی ایک جہاد ہے اس لئے پہلے یہ خوف و ہراس مسلمانوں کے دلوں سے دور کرنا چاہئے تاکہ مسلمان اس فریضہ سے دستکش نہ ہوں آپ نے عام اعلان فرما دیا کہ ہم حج پر جانا چاہتے ہیں جو صاحب ہمارے ساتھ جانا چاہے ہمارے ساتھ مل جائے خدا مصارف کا بندوبست فرما دے گا۔ چنانچہ مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت آپ کے ساتھ اس مبارک سفر پر روانہ ہوئی اور حجاز مقدس پہنچ کر حج و عمرہ کی سعادتوں سے بہرور ہوئی۔ سید صاحب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شوال کے آخر میں ۱۲۳۶ھ کو حج کے لئے روانہ ہوئے تھے اور شروع رمضان ۱۲۳۹ھ کو واپسی ہوئی اس طرح آپ اس مبارک سفر میں دو سال دس مہینے رہے۔

قصد جہاد

حج سے واپسی کے بعد سید صاحب ہمہ تن تیاری جہاد میں مصروف ہو گئے اس کی پوری تفصیل "سیرت سید احمد" از مولانا غلام رسول مہر اور مولانا ابوالحسن ندوی میں موجود ہے میں تفصیلی حالات میں جائے بغیر صرف یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ سید صاحب کی یہ تحریک اور منصوبہ محض رضائے الٰہی' اعلاء کلمتہ اللہ اور ہندوستان میں مسلمانوں کی عظمت رفتہ و شوکت گم گشتہ کو دوبارہ اجاگر کرنا تھا آپ کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ ہندوستان کو فتح کر کے وہاں اپنی حکمرانی قائم کریں یا دنیاوی مال و منال جمع کریں۔

چنانچہ ہفت روزہ چٹان ۲۶ دسمبر ۱۹۶۲ لکھتا ہے۔

> "صدیوں کے بعد ہندوستان میں جہاد فی سبیل اللہ کا نعرہ لگانے والے یہی سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید تھے۔ ان دونوں کا مقصد خاص طور پر مسلمانوں کو تباہی سے نکال کر پھر زندگی کی شاہراہ پر ڈالنا تھا۔ اس تحریک سے دنیوی ریاست و وجاہت کا دور سے بھی واسطہ نہ تھا۔ ان کی نیت قومی و دینی مفاد پر مبنی تھی نہ کوئی طاقت تھی اور نہ ریاست نہ کسی سیاسی برتری کا شوق تھا اور نہ امارت کا ذوق۔ ان لوگوں نے مسند فقر سے اٹھ کر شمشیر و سناں پر ہاتھ ڈالا تھا کہ قوم کی گئی ہوئی عزت واپس آ جائے اور بکھری ہوئی طاقت پھر سے ایک دینی حکومت کے قیام کا باعث ہو جو کچھ تھا خالصتاً" لوجہ اللہ تھا۔ مصلے' لوٹا اور تسبیح شمشیر و

ستاں کے ساتھ رہی یہ لوگ غریب تھے اور غریبوں کے لئے جیئے مرے نہ ایوان تھا نہ دسترخوان سوکھی روٹی سب کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے۔ اور ہر حال میں خوش رہ کر مسلمانوں کو عملی زندگی کا درس دیتے رہے۔"

شاہ حسین گردیزی صاحب اور ان کے موید حضرات نے حقائق تحریک بالا کوٹ میں حقائق سے چشم پوشی کرتے ہوئے بہت زور دیا ہے کہ سید صاحب نے یہ تحریک محض حصول جاہ کی خاطر انگریزوں کے اشارے پر مسلمانوں اور سکھوں کے خلاف شروع کی تھی میں آئندہ صفحات میں تاریخی حقائق سے ثابت کروں گا کہ یہ تحریک محض لوجہ اللہ اور رضائے الٰہی کے حصول کے خاطر برپا کی گئی تھی اور یہ تحریک صرف سکھوں کے خلاف ہی نہیں تھی انگریزوں کے بھی خلاف تھی۔

مقصد جہاد

سید احمد شہید کے مکتوبات میں اس کی صراحت موجود ہے کہ "تحریک جہاد" کا مقصد کیا تھا چنانچہ حضرت سید احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

> سلطنت ہفت کشور را بہ خیال ہم نمے آرم وقتیکہ نصرت دیں و استیصال کفرہ متمر دین متحقق گردید تیر سعی من ہدف مراد رسید۔ (مکاتیب شاہ اسمٰعیل شہید صفحہ ۵۹)

> میں ہفت اقلیم کی سلطانی کو پر کاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیتا۔ جب نصرت دین کا دور شروع ہو جائے گا اور سرکشوں کے اقتدار کی جڑ کٹ جائے گی تو میری سعی و کوشش کا تیر خود بخود نشانہ کے اوپر جا بیٹھے گا۔

کتنی وضاحت کے ساتھ سید صاحب نے اپنے جہاد کا مقصد بیان فرما دیا اس سے بھی زیادہ واضح ایک اور خط ہے لکھتے ہیں۔

> عالم الغیب گواہ است بریں معنی کہ بردل اخلاص منزل ایں جانب آرزوئے حصول خزائن بے شمار و تسلط بلاد و امصار یا طلب عزت وجاہت و ریاست و امارت یا فرماروائی براقران واخوان یا اہانت رؤسا عالی مقدار از سلب سلطنت سلاطین والا تبار گاہے خطور ہم نہ کردہ وسوسہ آں ہم نہ رسیدہ (مکاتیب سید احمد شہید)

> "خفیہ باتوں کو جاننے والا خدا اس حقیقت پر گواہ ہے کہ میرے دل میں کبھی یہ خیال بھی نہیں گذرا کبھی وسوسہ بھی پیدا نہیں ہوا کہ بے شمار خزانوں کا مالک بن جاؤں گا۔ شہر اور ولائتیں میرے قبضے میں آ جائیں عزت و وجاہت یا امارت و ریاست مل جائے اپنے بھائیوں اور ہمسروں پر حکمران بن جاؤں یا اونچے خاندان

والے بادشاہوں کی سلطنتیں چھین کر ان کے لئے اہانت کا باعث بنوں۔"

سید صاحب کے صاف اور واضح بیان کے بعد یہ کہنا درست نہیں کہ آپ کا جہاد سے مقصد محض دنیوی برتری حاصل کرنا تھا اور اسلام کا احیاء اور کلمتہ اللہ کا اعلاء مقصود نہ تھا۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ دارا لتکفیر بریلی کے ذلہ خوار اس بات پر مصر ہیں کہ سید صاحب محض حصول جاہ اور سلطنت و حکومت حاصل کرنے کی خاطر جہاد میں کودے تھے۔ اور غلط ملط واقعات کی کڑیاں ملا کر اپنے دعویٰ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بار بار اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ سید صاحب نے "مکر و ریا کا لبادہ اوڑھ کر محض نذرانے جمع کرنے دعوتیں اڑانے اور مال و دولت جمع کرنے کے لئے یہ ڈھونگ رچایا تھا۔" انا اللہ وانا الیہ راجعون" بریں عقل و دانش بباید گریست

چونکہ فرقہ بریلویہ کی تو بنیاد ہی نذر و نیاز جمع کرنے اور قبوری چڑھاووں کے مال پر ہے اس لئے وہ دوسرے لوگوں کے متعلق بھی یہی خیال کرتے ہیں۔ گردیزی صاحب کا تعلق بھی بریلوی مسلک سے ہے اور ظاہر ہے یہ لوگ آج کل تاریخی حقائق کو مسخ کرنے میں پوری طرح مصروف عمل ہیں۔ کبھی پاکستان کے قیام کا سہرا اپنے اکابر کے سر باندھتے ہیں اور کبھی پاک و ہند میں اسلام کی ترویج کا ذریعہ صرف اپنے بزرگوں کو سمجھتے ہیں اور اپنے ڈھنگ کی نئی تاریخ گھڑنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ کون نہیں جانتا کہ وہ بریلوی فرقے کے علماء ہی تھے جنھوں نے باقاعدہ شاعر مشرق علامہ اقبال اور بانی پاکستان قائداعظم کو بھی معاف نہ کیا اور ان پر کفروزند یقیت' الحاد و بے دینی اور ارتداد و منافقت کے فتوے لگائے گئے۔ انہیں سب و شتم اور دشنام طرازی کا نشانہ بنایا گیا اور ان کے خلاف نہایت سوقیانہ اور بازاری زبان استعمال کی گئی۔

ان کتابوں کی فہرست طویل ہے جن میں بریلوی حضرات نے پاکستان' بانی پاکستان' علامہ اقبال اور دیگر شخصیتوں کو نازیبا القابات سے نوازا ہے۔ اور سینکڑوں کتابیں صرف اس مقصد کے لئے لکھی گئیں مختصر فہرست ملاحظہ ہو۔

باقی آئندہ

دارالعلوم اہلحدیث

بیاد حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ

دارالعلوم اہلحدیث علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کے مشن کی تکمیل کے لئے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق وجود میں آیا ہے

۱۔ شعبہ جات حفظ و ناظرہ قرآن مجید — زیر سرپرستی

۲۔ میٹرک تک تعلیم — مولانا حکیم عبد الرحمن صاحب

۳۔ عربی زبان و بول چال — داخلہ جاری ہے

۴۔ فہم حدیث

منجانب انتظامیہ دارالعلوم اہلحدیث چونگی امرسدھو مین بازار نمبر۲ 'لاہ